جواب: مضاربت کی بنیاد پر تجارت کرنا جائز ہے جس میں نفع ونقصان میں برابر مشارکت ہوتی ہے۔نقصان میں شریک نہ ہونا اور منافع کا ماہانہ تعین کرنا، دونوں ہی سود کی قسمیں ہیں جس سے اجتناب ہر مسلمان کا فرض ہے۔

☆ سوال: ایک صاحب ِنصاب شخص، جس کے پاس ساڑھے سات تولے یا اس سے زائد وزن کا سونا ہے اور اس پر سال گذر چکا ہے۔ وہ زکوٰۃ کس حساب سے ادا کرے گا جبکہ ہمارے ملک میں سونے کے دو ریٹ یعنی قیمت ِخرید اور قیمت ِفروخت رائج ہیں کیونکہ سنار سونے کے کھوٹ ، پالش وغیرہ کا نام لے کر خود خریدتے ہوئے مکمل وزن کی قیمت نہیں دیتے۔ایسا شخص زکوٰۃ قیمت ِخرید کے حساب سے ادل کرے گا یا قیمت ِفروخت کے حساب سے؟ (ابوعبیداللہ، مردان)

جواب: بلا شبہ زکوٰۃ خالص سونے پر ہے۔ اگر وہ ڈلی کی صورت میں ہے تو اس میں کھوٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر وہ زیور کی صورت میں ہے تو اس کی زکوٰۃ میں فقہاءِ اُمت کا اختلاف ہے، زیادہ احتیاط والا مسلک یہ ہے کہ خالص سونے کا حساب لگا کر زیور کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ زکوٰۃ کی ادئیگی میں حساب قیمت ِفروخت کا لگائیں، کیونکہ زکوٰۃ دینے والے کی حیثیت بائع جیسی ہے، جس کے عوض اس نے اللہ سے جنت حاصل کرنا ہے قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ:۱۱۱) ”اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے۔“

خود کو کھوٹ کے شبہ سے پاک کر لینا چاہیے۔ حدیث میں ہے: دع ما یریبك إلى ما لا يُريبك (فتح الباری:۴؍۲۹۳) ”شبہ والی شے کو چھوڑ کر اس کو اختیار کیا جائے جس میں شبہ نہیں۔“

سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اللہ سے کھرے مال کا سودا کیا جائے کیونکہ اس کا عوض کھرا ہے اور وہ جنت ہے جس کے اوصافِ کریمہ سے کتاب وسنت بھرا پڑا ہے۔

☆ سوال: بیٹے کی پیدائش پر دوست نے سیونگ سرٹیفکیٹ (تین ہزار روپے) تحفتاً دیا تو بینک میں کچھ عرصہ رقم جمع رہنے پر معلوم ہوا کہ وہ رقم تو سود کی وجہ سے بڑھ رہی ہے۔اب اصل رقم کی بجائے سود کی زائد رقم کافی مقدار میں بڑھ چکی ہے اور رقم نکلوا کر استعمال بھی کی جا چکی ہے

۱) سود والی زائد رقم کا مصرف کیا ہوگا؟

۲) میں نے جو رقم نکلوا کر استعمال کر لی، کیا اس کا ادا کرنا ضروری ہوگا؟

۳) کچھ عرصہ بعد سود کا بڑھنا بند کروا دیا تھا۔رقم تو بڑھتی گئی اس کا کیا بنے گا؟